شریعت بل

متن تبصرہ جائزہ

مختصراً

متن = ہرگاہ کہ قرارداد مقاصد پاکستان میں شریعت کو بالادستی عطا کرتی ہے، دستور اسلامی جمہوریہ پاکستان ۱۹۷۳ء کے مستقل حیثیت سے شامل کر لیا گیا ہے۔ اور ہرگاہ کہ مذکورہ قرارداد مقاصد کے اغراض کو بروئے کار لانے کیلئے ضروری ہے کہ شریعت کے فی الفور نفاذ کو یقینی بنایا جائے لہذا حسب ذیل قانون بنایا جائے۔

تبصرہ = گویا کہ اگر قرارداد مقاصد نہ ہوتی تو پاکستان میں شریعت کے نفاذ کیلئے کسی چیز بنیاد نہیں بنایا جاسکتا تھا۔ کیا یہ بہتر نہیں تھا کہ نفاذ شریعت کی بنیاد رضائے الہی کے حصول کو بنایا جاتا کہا جاتا کہ رضا الہی کے حصول کی خاطر نفاذ شریعت کا یہ قانون بنایا جاتا ہے۔ حکم الہی کی بجائے قرارداد مقاصد کو نفاذ شریعت کی بنیاد بنا کر کیا اللہ و رسول کے غضب کو دعوت نہیں دی گئی؟

متن = شریعت کی تشریح و تفسیر کرتے وقت قرآن و سنت کی تشریح تفسیر مسلمہ اصول و قواعد کی پابندی کی جائے گی اور راہنمائی کیلئے اسلام کے مسلمہ فقہاء کی تشریحات و اور آراء لحاظ رکھا جائے گا۔

تبصرہ اولاً تو اس میں یہ ابہام ہے کہ سنت سے مراد کیا ہے؟ کیا شیعہ کی کتب حدیث "اصول کافی" اور "من لا یحضرہ الفقیہ" وغیرہ سنت کے مفہوم میں شامل ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس کی وضاحت کیوں نہیں کی گئی اور اگر ہیں تو ان کتب کو سنت میں شمار کر کے سنت کی توہین کا ارتکاب نہیں کیا گیا؟

ثانیاً: مسلمہ اصول و قواعد میں کیا، الحدیثان اذا تعارضا تساقطا بھی

شامل ہے نیز کیا سنت کے مفہوم ہی قول رسول اور فعل رسول کو متوازی حیثیت حاصل ہے (جیسا کہ اہل حدیث کہتے ہیں) یا نہیں (جو کہ احناف کا نقطہ نظر ہے) نیز کیا خبر واحد حجت ہے یا نہیں ؟

جواب خواہ اثبات میں ہو یا نفی میں متنازع اصول وقواعد کو مسلمہ کیوں کہہ دیا گیا ہے ؟

ثالثاً سنت کی تشریح میں فقہاء کا ذکر تو موجود ہے محدثین کا کیوں نہیں ؟

متن مفتی سے مراد شریعت سے کما حقہ واقف وہ مسلمان عالم ہے جو کسی باقاعدہ دینی مدرسہ کا سند یافتہ اور تخصص فی الفقہ کی سند حاصل کر چکا ہو

تبصرہ تخصص فی الفقہ ہی کیوں تخصص فی الحدیث کیوں نہیں ؟

متن اگر سوال کا تعلق کسی ایسے مسئلے سے ہو جو دستور کے تحت وفاقی شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے باہر ہو تو عدالت امر تنقیح طلب کو عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) کے حوالے کر دے گی

قارئین بل کے اس حصے پر غور فرمائیں یعنی دستور کے مطابق جو مسائل یعنی عائلی قوانین - انشورنس اور مالی معاملات وغیرہ شرعی عدالت کے دائرہ

اختیار میں نہیں آتے وہ ہائی کورٹ کے سپرد کر دیئے جائیں گے جن کا فیصلہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق کرے گی - اس میں ہائی کورٹ کی شرعی عدالت پر بالادستی تسلیم کی گئی ہے نصف شرعی مسائل کو اسلامی سانچے کرنے کی شرعی عدالت کو اجازت نہیں دی گئی ان کا فیصلہ کرتے وقت شریعت کی پابندی ضروری نہیں یعنی بل کے تسلیم ہو جانے کے باوجود بھی بیوی طلاق کا حق حاصل کر سکتی ہے اور خاوند بیوی کی اجازت کے بغیر دوسری شادی نہیں کر سکتا ہے جیسا کہ نکاح فارم میں مرقوم ہے - اس قسم کے غیر اسلامی قوانین کو بل کے منظور ہو جانے کے بعد بھی اسلامی نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ یہ شرعی عدالت کے دائرہ اختیار میں

نہیں آتے ۔ نیز سود، انشورنس، بر تھ کنٹرول، قرضوں کا حصول وغیرہ
یہ بھی جوں کے توں رہیں گے انہیں شریعت کے مطابق ڈھالنے کی بھی بل میں
کوئی ضمانت نہیں ؛
کیا اس کے باوجود بھی اس کو نفاذ شریعت کا ضامن قرار دیا جا سکتا ہے ؟

ہے ؟
کیا اس بل سے دستور کی وہ شق بہتر نہیں جس میں تمام غیر شرعی قوانین کو دس
سال کے اندر اندر اسلامی بنانے کی ضمانت دی گئی ہے ؟
اور اس شق کی موجودگی میں اس بل میں کونسی نئی بات ہے جس کی وجہ
سے اس کی افادیت تسلیم کی جا سکے ؟
اگر یہی کچھ اس بل میں پیش کرنا تھا تو دستور کی موجودگی میں اسے پیش
کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ؟
صرف عوام کو بے وقوف بنا کر ان کے جذبات سے کھیل کر سستی شہرت
کا حصول ؟ کیا یہی ایک مقصد ہے جس کیلئے اس قدر شور و غوغا کیا جا رہا ہے ؟

متن انتظامیہ کا کوئی بھی فرد بشمول صدر مملکت، وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ
شریعت کے خلاف کوئی حکم نہیں دے سکے گا اور اگر ایسا کوئی حکم دے دیا گیا تو
عدالت عالیہ میں چیلنج کیا جا سکے گا

تبصرہ یہ شق تو دستور میں بھی موجود ہے یہاں اس کے تکرار سے کیا حاصل
نیز عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں کیوں وفاقی شرعی عدالت میں کیوں
نہیں ؟

متن مملکت پاکستان کے کالجوں میں مسلمہ مکاتب فکر کے فقہ اصول فقہ کے
جامع اسباق کو نصاب میں شامل کرنے کیلئے موثر اقدامات کرے گی

تبصرہ = ا کتاب وسنت پہ انحصار کیوں نہیں کیا گیا ؟
ب اہل حدیث حضرات نصاب میں شامل کروانے کیلئے فقہ کی کونسی
کتاب پیش کریں گے ؟

ج کیا یہ شق ملک کے مقدر کو کتاب و سنت کی بجائے فقہ سے وابستہ کرنے کی سازش نہیں ہے ؟
حنفی شیعہ نہ سہی کم از کم اہل حدیث حضرات ہی غور فرمالیں

جائزہ

ا۔ دستور کی موجودگی میں اس بل کی کوئی افادیت نہیں اس لیے کہ بل کو دستور کے ہی تابع رکھا گیا ہے اس بل میں ہر اہم شق کو دستور کے حوالے سے قابل عمل ثابت کیا گیا ہے جن شقوں کا اضافہ ہے وہ مبہم، متنازع فیہ اور فقہ کی بالادستی کی کوشش ہیں

ب پہلے صرف کتاب و سنت کو ہی حجت سمجھا جائے اور کسی ایک نکتے پر اتحاد کر لیا جائے پھر نفاذ شریعت کی تحریک چلائی جائے

ج بل کے محرکین کو چاہیے تھا کہ پہلے تمام مکاتب فکر کی نمائندہ تنظیموں کا اجلاس بلا کر بل کا مسودہ تیار کرتے پھر اسے پیش کرتے پہلے پیش کر دیا گیا ہے اور اب اتفاق رائے طلب کیا جا رہا ہے یہ کونسا طریقہ ہے ؟